Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 03, Issue 01, January-June 2024, PP: 133-152
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

تفسیر معارف القرآن میں حلال وحرام اور نکاح وطلاق کے مسائل، سورۃ البقرہ کا اختصاصی مطالعہ

Halal, Haram, Marriage and Divorce Issues in Tafsir Maārif al-Qur'ān, A Specific Study of Surah Al-Baqarah

Hafiz Haroon Ahmad
Visiting Lecturer, Govt. Graduate College, Civil Lines, Sheikhupura,
hafizharoonkhan@gmail.com

Abstract

The Holy Quran is the most widely read book in the history of mankind, a source of great inspiration, guidance and wisdom for millions of Muslims all over the world. It is the essential point of Iman or faith and important to the foundations of an Islamic society being the basis of its shariah. As such one of the aims of Maarif-ul-Quran is to ensure a continuous link remains between the body of the Islamic community, the ummah and its heart, with the Holy Quran.
Muhammad Shafi a well-known Scholar of Indo Pakistan. Son of Muhammad Yasin, was born on 25 January,1897, A.D. He rendered many religious, political, economic and social services to the Muslims of Indo Pakistan. In many of his services, the greatest one is that Urdu Quranic Commentary, based on many of volumes, he was a great preacher of Quran. The article is included explain the issues of Halal and Haram, Divorce and Iddah described in surah Al-Baqarah in the light of Tafseer Marif-ul-Quran. These three issues have been explained by mufti sahib with great detail and arguments in his tafseer. It covers all his efforts done for making the Holy Quran easier for the mankind.

Keywords

Mufti Shafi, Urdu Quranic Commentary, Maarif ul Quran, Halal and Haram.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

یہ انسانی زندگی کا وہ پہلو ہے جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ زمانہ کے تبدیل ہونے سے معاملات بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایسے واضح اور بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں قیامت تک پیش آنے والے کسی بھی مسئلے کے بارے میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جدید دور میں پیش آنے والے مسائل کا حل مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن میں نہایت عمدہ طریقے سے قرآن و سنت اور اقوال آئمہ سے استدلال کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ یہاں صرف ان معاملات کا ذکر کیا جائے گا جو سورۃ البقرۃ میں بیان کیے گئے ہیں۔

2 اشیاء کی اباحت یا حرمت کا مسئلہ

دنیا کی تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ انسانوں کے لیے حلال اور مباح ہوں کیونکہ وہ اسی کے لیے پیدا کی گئی ہیں بجز ان چیزوں کے جن کو شریعت نے حرام قرار دے دیا۔ اس لیے جب تک کسی چیز کی حرمت قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو اس کو حلال سمجھا جائے گا۔[1]

2.1 حلال چیزوں کو بتوں کی نذر کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً

اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ۔[2]

اس آیت کے تحت مفتی صاحبؒ مسئلہ بیان کرتے ہیں:

> سانڈ وغیرہ جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں یا اور کوئی جانور مرغا، بکرا وغیرہ کسی بزرگ یا کسی غیر اللہ کے نامزد کر دیا جاتا ہے اس کا حرام ہونا بعد میں آنے والی آیت ' وما احل بہ لغیر اللہ ' کے تحت بیان کر دیا گیا ہے۔ اس آیت میں ایسے جانور کے حرام ہونے کی نفی کرنا منظور نہیں بلکہ مقصد اس فعل کی حرمت و ممانعت ہے غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا عہد کر لینا اور اس کو دائمی سمجھنا یہ سب افعال ناجائز اور ان کا کرنا گناہ ہے۔ آیت کے معنی یہ ہوئے کہ جن جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے حلال بنایا ہے ان کو بتوں کے نام کر کے حرام نہ بناؤ۔ بلکہ اپنی حالت پر چھوڑ کر کھاؤ پیو۔ اس طرح غیر اللہ کے نام پر کر دینے سے یہ مردار اور نجس کے حکم میں ہو گیا نجاست سے حرمت ثابت ہو گئی۔[3]

یہاں مفتی صاحبؒ کی رائے یہ تھی کہ یہ جانور حرام ہو گیا لیکن بعد میں ان کی رائے تبدیل ہوئی، اس پر وہ لکھتے ہیں:

اگر کسی جانور کے کان کاٹ کر یا کوئی دوسری علامت لگا کر غیر اللہ کے تقرب کے لیے چھوڑ دیا جائے، نہ اسے ذبح کیا جائے اور نہ ہی اس سے کوئی کام لیا جائے، بلکہ اس کے ذبح کو حرام جانیں تو یہ جانور "ما اھل بہ لغیر اللہ" اور "ما ذبح علی النصب" دونوں میں داخل نہیں، بلکہ اس قسم کے جانور کو بحیرہ یا سائبہ کہا جاتا ہے اور ان کا حکم یہ ہے کہ یہ فعل بنص قرآن حرام ہے۔ مگر ان کے اس حرام عمل سے اور اس جانور کو حرام سمجھنے کے عقیدے سے یہ جانور حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اس کو حرام سمجھنے میں تو ان کے عقیدہ باطلہ کی تائید و تقویت ہوتی ہے۔اس لیے عام جانوروں کی طرح یہ سب جانور بھی حلال ہیں۔4

2.2 نیت تقرب الی غیر اللہ کی ہو لیکن ذبح کے وقت نام اللہ کا لیا جائے

اس مسئلے کے بارے میں مفتی صاحبؒ اپنی رائے دیتے ہیں:

جانور کو ذبح کرتے وقت نیت تقرب الی غیر اللہ کی ہو مگر نام اس پر اللہ کا لیا جائے تو اشتراک علت یعنی نیت تقرب الی غیر اللہ کی وجہ سے "ما اھل بہ لغیر اللہ" کے حکم میں ہے دوسری آیت "ما ذبح علی النصب" کا بھی مدلول ہے اس لیے یہ حرام ہے۔5

2.3 جہالت یا غفلت میں جانور کو غیر اللہ کے ساتھ نامزد کرنا

اگر کسی شخص نے جہالت یا غفلت سے کسی جانور کو کسی غیر الہ کے ساتھ نامزد کر کے چھوڑ دیا تو اس کا حکم تو یہی ہے کہ اپنے اس خیال حرمت سے رجوع کرے اور اس فعل سے توبہ کرے تو پھر اس کا گوشت حلال ہو جائے گا[6]۔

3 جانوروں کی حلت و حرمت کے مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْـزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اس نے تم پر حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا، پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک

اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ 7

3.1 میتۃ

اس کو اردو میں مردار کہتے ہیں۔ مفتی صاحبؒ مردار جانور کی شرعی حیثیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

میتہ سے مراد وہ جانور ہے جس کے حلال ہونے کے لیے از روئے شرع ذبح کرنا ضروری ہے مگر وہ بغیر ذبح کے خود بخود مر جائے یا گلا گھونٹ کر یا کسی دوسری طرح چوٹ مار کر مار دیا جائے تو وہ حرام ہے۔ لیکن قرآن کریم کی دوسری آیت " احل لکم صید البحر " سے معلوم ہوا کہ دریائی جانور کے لیے ذبح کرنا شرط نہیں وہ بلا ذبح بھی جائز ہے اس کی دلیل مفتی صاحبؒ اس حدیث سے بھی دیتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے لیے دو مردار حلال کر دیے گئے ایک مچھلی دوسرا ٹڈی اور دو خون حلال کر دیے گئے جگر اور طحال۔ اس بناء پر احادیث صحیحہ میں مچھلی اور ٹڈی کو میتہ سے مستثنی قرار دے کر حلال قرار دیا گیا ہے۔ [8]

امام جصاص کا قول ہے کہ جانوروں میں سے مچھلی اور ٹڈی دل بغیر ذبح کے حلال ہیں خواہ وہ خود مر جائیں یا کسی کے مارنے سے مر جائیں البتہ جو مچھلی سڑ جانے کی وجہ سے خود پانی کے اوپر آ جائے وہ حرام ہے۔ [9]

3.2 شکاری جانور کے ذبح کا مسئلہ

مفتی صاحبؒ کا بیان ہے کہ وہ شکاری جانور جو قابو میں نہیں کہ ان کو ذبح کر لیا جائے۔ ان جانوروں کو بسم اللہ پڑھ کر تیر وغیرہ دھار دار چیز سے زخم لگا دیں تو بغیر ذبح کے حلال ہو جاتا ہے۔ مطلقا زخمی ہو جانا کافی نہیں کسی آلہ جارحہ تیز دھار سے زخمی ہونا شرط ہے۔ [10]

3.3 بندوق کی گولی سے شکار کا مسئلہ

بندوق کی گولی سے کوئی جانور زخمی ہو کر قبل ذبح کے مر جائے تو مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں:

وہ ایسا ہے جیسے پتھر یا لاٹھی مارنے سے مر جائے۔ جس کو قرآن کریم میں " موقوذہ " کیا گیا ہے اور حرام قرار دیا ہے۔ مرنے سے پہلے اگر اس کو ذبح کر لیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔ آج کل بندوق کی ایک گولی نوکدار بنائی گئی ہے اس کے متعلق علماء کا خیال ہے کہ یہ تیر کے حکم میں ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک یہ تیر کی طرح آلہ جارحہ نہیں بلکہ خارقہ ہے۔ جس سے بارود کی طاقت کے ذریعے گوشت پھٹ جاتا ہے ورنہ خود اس میں کوئی دھار نہیں جس سے جانور زخمی ہو جائے اس لیے ایسی گولی کا شکار بھی بغیر ذبح کے جائز نہیں۔ 11

3.4 مردار جانور کے گوشت کا مسئلہ

آیت مذکورہ میں جس طرح مردار کو حرام قرار دیا ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ امام جصاص کی رائے سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسی طرح مردار کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اور یہی حکم تمام نجاسات کا ہے کہ جیسے ان کا استعمال حرام ہے ان کی خرید وفروخت اور ان سے نفع اٹھانا بھی حرام ہے۔ مردار جانور یا ناپاک کوئی چیز خود جانور کو کھلانا بھی جائز نہیں۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کو اسی جگہ رکھ دے جہاں سے کوئی کتا بلی خود کھا لے یہ جائز ہے مگر خود اٹھا کر ان کو کھلانا جائز نہیں۔ 12

3.5 مردار جانور کی پاک چیزوں کا مسئلہ

آیت مذکورہ میں میتہ کے حرام ہونے کا حکم عام ہے جس میں میتہ کے تمام اجزاء شامل ہیں۔ مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

اس آیت کی تشریح دوسری آیت "علی طاعم یطعمہ" کے الفاظ سے کر دی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کے وہ اجزاء حرام ہیں جو کھانے کے قابل ہیں اس لیے مردار جانور کی ہڈی، بال جو کھانے کی چیز نہیں وہ پاک ہیں اور ان کا ستعمال جائز ہے۔ 13

3.6 مردار جانور کی چربی سے بنائی ہوئی چیزیں

اسی آیت کے تحت مفتی صاحبؒ ایک اور مسئلہ کی وضاحت بھی کرتے ہیں:

مردار جانور کی چربی اور اس سے بنائی ہوئی چیزیں بھی حرام ہیں ان کا ستعمال کسی طرح سے جائز نہیں اور خرید وفروخت بھی حرام ہے۔ 14

3.7 مردار کی چربی کا خارجی استعمال

مفتی محمد شفیعؒ حالت حاضرہ کے تحت اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں:

یورپ سے آئی ہوئی چیزیں مثلا صابن وغیرہ جن میں چربی استعمال ہوتی ہے ان سے پرہیز کرنا احتیاط ہے مگر مردار کی چربی ہونے کا علم یقینی نہ ہونے کی وجہ سے گنجائش ہے۔ امام جصاصؒ کہتے ہیں مردار کی چربی کا صرف کھانے میں استعمال حرام قرار دیا گیا ہے، خارجی استعمال کی اجازت دی ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت کو بھی جائز رکھا ہے۔ 15

3.8 پنیر بنانے میں انفحہ کا استعمال

دودھ کا پنیر بنانے میں ایک چیز استعمال کی جاتی ہے جس کو عربی زبان میں انفحہ کہا جاتا ہے۔ یہ جانور کے پیٹ سے نکالی جاتی ہے اس کو دودھ میں شامل کرنے سے دودھ جم جاتا ہے۔ مفتی صاحبؒ امام جصاصؒ کی رائے سے استدلال کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> اگر یہ جانور اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مذبوح جانور کا گوشت چربی وغیرہ سب حلال ہیں۔ لیکن غیر مذبوح جانور کے پیٹ سے لیا جائے تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اس کو پاک قرار دیتے ہیں لیکن صاحبینؒ اس کو ناپاک کہتے ہیں۔

> مفتی محمد شفیعؒ اس مسئلے میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں:

> یورپ اور دوسرے غیر اسلامی ملکوں سے جو پنیر بنا ہوا آتا ہے اس میں غیر مذبوح جانوروں کا انفحہ استعمال ہونے کا احتمال غالب ہوتا ہے اس لیے جمہور فقہاء کے قول پر اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔امام اعظمؒ اور مام مالکؒ کے قول پر گنجائش ہے۔یورپ سے آئے ہوئے بعض پنیر ایسے بھی ہیں جن میں خنزیر کی چربی استعمال ہوتی ہے۔وہ قطعاً حرام اور نجس ہیں16۔

3.9 تحریم خنزیر

تیسری چیز جو حرام قرار دی گئی وہ خنزیر کا گوشت ہے۔اس آیت میں حرمت خنزیر کے ساتھ لحم کی قید مذکور ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ، امام قرطبیؒ اور امام جصاصؒ کی رائے کے ذریعے مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں:

> امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ اس سے مقصود لحم یعنی گوشت کی تخصیص نہیں بلکہ اس کے تمام اجزاء ،ہڈی، کھال، پٹھے سب ہی باجماع امت حرام ہیں۔ لیکن لفظ لحم بڑھا کر اشارہ اس طرف ہے کہ خنزیر دوسرے حرام جانوروں کی طرح نہیں ہے کہ وہ ذبح کرنے سے پاک ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ کھانا حرام ہی رہے۔ کیونکہ خنزیر کا گوشت ذبح کرنے سے بھی پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس العین بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ صرف چمڑا سینے کے لیے اس کے بال کا استعمال حدیث میں جائز قرار دیا ہے۔17

4 خون کے مسائل

4.1 دم مسفوح کی حرمت

"خون کو مطلقا حرام قرار دیا گیا ہے لیکن سورۃ الانعام میں "او دما مسفوحا" میں خون کے ساتھ بہنے والا ہونے کی شرط ہے اس لیے باتفاق فقہاء خون منجمد جیسے گردہ، تلی وغیرہ حلال اور پاک ہیں" 18۔

4.2 گوشت پر لگے ہوئے خون کا مسئلہ

اس مسئلے میں مفتی صاحبؒ امام جصاصؒ کی رائے سے استنباط کرتے ہیں:

صرف بہنے والا خون حرام ہے اور جو خون ذبح کے بعد گوشت پر لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے۔اسی طرح مچھلی، مکھی، کھٹمل وغیرہ کا خون بھی ناپاک نہیں لیکن زیادہ ہو جائے تو اس کو بھی دھونا چاہیے ۔ 19

4.3 خون کے استعمال اور خرید و فروخت کا مسئلہ

اس مسئلے کے متعلق مفتی محمد شفیعؒ اپنی رائے بیان کرتے ہیں:

جس طرح خون کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح اس کا خارجی استعمال بھی حرام ہے اور جس طرح تمام نجاسات کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔اس سے حاصل کی ہوئی آمدنی بھی حرام ہے کیونکہ الفاظ قرآنی میں مطلقاً دم کو حرام فرمایا ہے جس میں اس کے استعمال کی تمام صورتیں شامل ہیں۔20

4.4 انتقال خون کا مسئلہ

مفتی محمد شفیعؒ نے مفصل انداز میں اس مسئلے کے تحت اپنی تحقیق بیان کی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

انسانی خون انسان کا جز ہے اور جب بدن سے نکالا جائے تو وہ نجس بھی ہے اس کا اصل تقاضا تو یہی ہے کہ ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا دو وجہ سے حرام ہے۔اول اس لیے کہ اعضاء انسانی کا احترام واجب ہے اور یہ اس احترام کے منافی ہے۔دوسرے اس لیے کہ خون نجاست غلیظہ ہے اور نجس چیزوں کا استعمال بھی ناجائز ہے۔اضطراری حالت اور عام معالجات میں شریعت اسلام کی دی ہوئی سہولتوں میں غور کرنے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے اول یہ کہ خون اگرچہ انسانی جز ہے مگر اس کو کسی دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لیے اعضاء انسانی میں کاٹ چھانٹ اور آپریشن کی ضرورت پیش نہیں آئی۔انجکشن کے ذریعے خون نکالا اور دوسرے کے بدن میں ڈالا جاتا ہے۔اس لیے اس کی مثال دودھ کی سی ہو گئی جو بدن انسانی سے بغیر کاٹ چھانٹ کے نکلتا ہے اور دوسرے انسان کا جز بن جاتا ہے اور شریعت اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو اس کی غذا قرار دیا ہے اور ماں پر اپنے بچوں کو دودھ پلانا واجب کہا، اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ دودھ بھی خون کی بدلی ہوئی صورت ہے اور جز انسانی ہونے میں مشترک ہے فرق صرف یہ ہے کہ دودھ پاک ہے اور خون ناپاک ہے تو حرمت کی پہلی وجہ یعنی جز انسانی ہونا تو وجہ ممانعت نہ رہی، صرف نجاست کا معاملہ رہ گیا۔علاج و دوا کے معاملہ میں بعض فقہاء نے خون کے استعمال کی اجازت دی ہے۔اس لیے انسان کا خون دوسرے کے

بدن میں منتقل کرنے کا شرعی حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں یہ عمل جائز نہیں مگر علاج و دوا کے طور پر اس کا استعمال اضطراری حالت میں بلا شبہ جائز ہے۔21

4.5 اضطراری حالت میں حرام کھانے کی اجازت

سورۃ البقرہ میں اضطراری حالت میں حرام کھانے کے لیے ایک حکم استثنائی بھی مذکور ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

> اس حکم میں اتنی آسانی کر دی گئی ہے کہ جو شخص بھوک سے بہت ہی بے تاب ہو جائے۔ بشرطیکہ نہ کھانے میں طالب لذت ہو اور نہ قدرت سے تجاوز کرنے والا ہو تو اس حالت میں ان حرام چیزوں کو کھا لینے سے بھی اس شخص کو کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ صرف اتنی مقدار کھائے جو جان بچانے کے لیے کافی ہو، پیٹ بھر کر کھانا یا قدرت سے زائد کھانا اس وقت بھی حرام ہے۔22

4.6 حالت اضطرار میں دوا کے طور پر حرام چیزوں کا استعمال

جس شخص کی جان خطرے میں ہو وہ بطور دواء کے حرام چیز کو استعمال کرے اس مسئلے کے بارے میں مفتی صاحبؒ بیان کرتے ہیں:

> اگر کوئی دوا ایسی ہے کہ اس کا استعمال مفید تو معلوم ہوتا ہے مگر اس سے شفاء یقینی نہیں تو اس دوا حرام کا استعمال آیت مذکورہ کے استثنائی حکم میں داخل ہو کر جائز نہیں ہو گا۔ اس آیت کی تصریح اور اشارات سے جو قیود و شرائط حاصل ہوئے ان شرائط کے ساتھ ہر حرام اور ناپاک دوا کا استعمال خواہ کھانے پینے میں ہو یا خارجی استعمال میں باتفاق امت جائز ہے ان شرائط کا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں:

1. جان کا خطرہ ہو
2. دوسری کوئی حلال دوا کارگر نہ ہو یا موجود نہ ہو
3. اس دوا سے مرض کا ازالہ عادتاً یقینی ہو
4. اس کے استعمال سے لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو
5. قدر ضرورت سے زائد اس کو استعمال نہ کیا جائے۔23

4.7 غیر اضطراری حالت میں دوا کے لیے حرام چیز کا استعمال

غیر اضطراری حالت میں یا عام بیماریوں میں بھی کسی ناپاک یا حرام دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے مگر اصل حکم تو یہی ہے کہ عام بیماریوں میں جب تک شرائط اضطرار موجود نہ ہوں حرام دوا کا استعمال جائز نہیں۔[24]

4.8 حرمت قمار

مفتی محمد شفیعؒ حرمت قمار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

تقسیم کی مناسبت سے قمار کو میسر کہا جاتا ہے۔ تمام صحابہؓ وتابعینؒ اس پر متفق ہیں کہ میسر میں قمار یعنی جوئے کی تمام صورتیں داخل ہیں اور سب حرام ہیں۔ اگر کوئی ایسا معاملہ کیا جائے جو نفع وضرر کے درمیان ہو یعنی یہ بھی احتمال ہو کہ بہت سارا مال مل جائے اور یہ بھی کہ کچھ نہ ملے۔ جیسے آج کل لاٹری کے مختلف طریقوں میں پایا جاتا ہے یہ سب قسمیں قمار اور میسر میں داخل ہیں۔ اس لیے میسر یا قمار کی تعریف یہ ہے کہ جس معاملے میں کسی مال کا مالک بنانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا جائے جس کے وجود اور عدم کی دونوں جانبیں مساوی ہوں اور اسی بناء پر نفع خالص یا تاوان خالص برداشت کرنے کی دونوں جانبین بھی برابر ہوں۔ اس کی جتنی قسمیں اور صورتیں پہلے زمانے میں رائج تھیں یا آج رائج ہیں یا آئندہ پیدا ہوں وہ سب میسر، قمار اور جوا کہلائے گا۔ معمے حل کرنے کا چلتا ہوا کاروبار اور تجارتی لاٹری کی عام صورتیں سب اس میں داخل ہیں۔ اگر صرف ایک جانب سے انعام مقرر کیا جائے کہ جو شخص فلاں کام کرے گا اس کو یہ انعام ملے گا، اس میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس شخص سے کوئی فیس وصول نہ کی جائے کیونکہ اس میں معاملہ نفع وضرر کے درمیان جائز نہیں، بلکہ نفع اور عدم نفع کے درمیان دائر ہے۔ 25

5 ربا/سود سے متعلق احکام

5.1 توبہ کے بعد سود کے ذریعے جمع کی ہوئی رقم کا حکم

سود حرام ہونے سے پہلے جس شخص نے کوئی رقم جمع کر لی تھی، لیکن جب سود کو حرام قرار دیا گیا تو اگر آئندہ کے لیے اس نے توبہ کر لی اور باز آگیا تو اس سے پہلے جمع شدہ رقم ظاہر شرع کے حکم سے اسی کی ہوگی اور باطنی معاملہ اس کا کہ وہ دل سے باز آیا یا منافقانہ توبہ کر لی، اس کا یہ معاملہ حوالے رہا۔ اگر دل سے توبہ کر لی تو عند اللہ نافع ہوگی ورنہ کالعدم ہوگی، سود و رِبوا کی حرمت نازل ہونے کے بعد جو سود کی بقایا رقمیں کسی کے ذمے باقی تھیں ان کا لینا دینا حرام کر دیا گیا۔ 26

5.2 سود کو چھوڑنے والے شخص کا حکم

اگر مسلمان ہونے کے باوجود سود کو حرام ہی نہ سمجھے اس لیے سود چھوڑنے کے لیے توبہ بھی نہیں کرتا تب تو یہ شخص اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا جس کا حکم یہ ہے کہ مرتد کا مال اس کی ملک سے نکل جاتا ہے پھر جو زمانہ اسلام کی کمائی ہے وہ اس کے مسلمان وارثوں کو مل جاتی ہے۔ اس لیے سود سے توبہ نہ کرنا اگر حلال سمجھنے کی بناء پر ہو تو اس کو اصل راس المال بھی نہ ملے گا اور

اگر حلال تو نہیں سمجھتا مگر عملاً باز نہیں آتا اور اس کے ساتھ جتھ بنا کر حکومت اسلامیہ کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ باغی ہے۔اس کا بھی سب مال ضبط کر کے بیت المال میں امانت رکھا جاتا ہے کہ جب یہ توبہ کرے تب اس کا مال اس کو واپس دے دیا جائے۔[27]

6 نکاح وطلاق کے مسائل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس میں اپنی روح پھونکی پھر اس جان سے اس کا جوڑا بنایا۔اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو پیدا کر کے دونوں کو پاکیزہ رشتے میں باندھا جسے نکاح سے تعبیر کیا گیا۔نسل انسانی کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کا نظام قائم کیا۔اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں اس کی حکمت کار فرما ہے اگر زوجین آپس میں اتفاق سے نہ رہ سکیں تو ان کو علیحدگی کا اختیار بھی احسن طریقہ سے دیا گیا ہے۔

یہاں نکاح وطلاق، عدت، ایلاء اور رضاعت کے وہ مسائل بیان کیے جائیں گے جو سورۃ بقرۃ میں ذکر کیے گئے ہیں۔

6.1 مسلمان اور کافر کا باہمی ازدواج ممنوع ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ تَنكِحُواْ الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنكِحُواْ الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُواْ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُوْلَـئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّهُ يَدْعُوَ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ- 28

اور شرک کرنے والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے۔اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے:

مسلمان مردوں کا نکاح کافر عورتوں سے اور کافر مردوں کا نکاح مسلمان عورتوں سے جائز نہیں۔وجہ یہ ہے کہ کافر مرد اور عورتیں انسان کو جہنم کی طرف لے جانے کا سبب بنتے ہیں کیونکہ ازدواجی تعلقات آپس کی محبت و مودت اور یگانگت کو بڑھاتے ہیں۔دوسری آیت میں اہل کتاب کی عورت کو اس سے مستثنیٰ قرار

دیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب کا اختلاف اسلام کی بہ نسبت دوسرے غیر مسلموں کے کم اور ہلکا ہے ۔کیونکہ عقائد اسلام کے تین عمود ہیں توحید، رسالت، آخرت،ان میں سے عقیدہ آخرت میں تو اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی اپنے اصل مذہب کے اعتبار سے مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں۔اسی طرح خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا خود ان کے اصل مذہب میں بھی کفر ہے۔

بنیادی اختلاف صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو رسول نہیں مانتے اور اسلام میں یہ عقیدہ بھی بنیادی عقیدہ ہے اس کے بغیر کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔

مسلمان عورت کا غیر مسلم کتابی مرد سے نکاح کو ناجائز قرار دیا گیا کیونکہ عورت فطرتاً ضعیف ہے اور پھر شوہر اس پر حاکم و نگراں بنایا گیا ہے۔اس کے عقائد و نظریات سے عورت کا متاثر ہو جانا مستبعد نہیں۔اس لیے اگر مسلمان عورت غیر مسلم کتابی کے نکاح میں رہے تو اسی کے عقائد خراب ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے''[29]

6.2 کتابی مرد و عورت کے عقائد کی تحقیق

جو قوم اپنی وضع قطع سے اہل کتاب سمجھے جاتے ہوں لیکن عقائد کی تحقیق کرنے سے کتابی ثابت نہ ہوں اس قوم کی عورتوں سے نکاح درست نہیں۔ جیسے آج کل انگریزوں کو عام لوگ عیسائی عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ تحقیق سے ان کے بعض عقائد بالکل ملحدانہ ثابت ہوئے کہ نہ خدا کے قائل ہیں، نہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے معتقد ہیں۔نہ انجیل کی نسبت آسمانی کتاب ہونے کا اعتقاد ہے۔ایسے لوگ عیسائی نہیں۔ایسی جماعت کی جو عورت ہو اس سے نکاح درست نہیں۔اس طرح جو مرد ظاہری حالت سے مسلمان سمجھے جائیں لیکن عقائد کفر تک پہنچتے ہوں اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں اور اگر نکاح ہو جانے کے بعد اس کے عقائد خراب ہو جائیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔[30]

6.3 ایلاء کے احکام

اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں گا اس کی چار صورتیں ہیں:

1 ایک یہ کہ کوئی مدت متعین نہ کرے

2 چار مہینے کی قید لگا دے

3 چار ماہ سے زیادہ کی مدت کی قید لگا دے

4 چار ماہ سے کم کی مدت کا نام لے

پس صورت اول، دوم اور سوم کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ کے اندر اپنی قسم توڑ ڈالے اور بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم کا کفارہ دے اور نکاح باقی رہے گا۔ اگر چار ماہ گزر گئے اور قسم نہ توڑی تو اس عورت پر قطعی طلاق پڑ گئی یعنی بلا نکاح رجوع کرنا درست نہیں رہا۔ البتہ اگر دونوں رضامندی سے پھر نکاح کرلیں تو درست ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہو گی اور چوتھی صورت کا یہ حکم ہے کہ اگر قسم توڑے تو کفارہ لازم ہو گا اور اگر قسم پوری کرلی جب بھی نکاح باقی ہے۔[31]

7 طلاق کے احکام

7.1 طلاق کے معاوضہ میں دیا ہوا مال واپس لینا

بعض ظالم شوہر بیوی کو نہ رکھنا چاہتے ہیں نہ اس کے حقوق کی فکر کرتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔ بیوی تنگ ہوتی ہے، اس کی مجبوری سے یہ ناجائز فائدہ اُٹھا کر طلاق دینے کے لیے اس سے کچھ مال یا کم از کم مہر کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ البتہ ایک صورت اس سے مستثنیٰ فرمادی کہ اس میں مہر کی واپسی یا معافی جائز کردی، وہ یہ کہ عورت بھی یہ محسوس کرے کہ طبقوں میں بُعد و مخالفت کی وجہ سے وہ شوہر کے حقوق ادا نہیں کرسکتی اور مرد بھی یہ سمجھے تو ایسی صورت میں یہ بھی جائز ہے کہ مہر کی واپسی یا معافی کے بدلے میں طلاق دے دی جائے اور لی جائے32۔

7.2 طلاق کا طریقہ

جب طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو طلاق کے احسن طریقے کی مفتی صاحبؒ وضاحت کرتے ہیں:

> صرف ایک طلاق حالت طہر میں دیدے جس میں مجامعت نہ کی ہو اور یہ ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔ عدت ختم ہونے کے ساتھ رشتہ نکاح خود ٹوٹ جائے گا۔ اس کو فقہاء نے احسن کہا ہے اور حضرات صحابہؓ نے اسی کو طلاق کا بہتر طریق قرار دیا ہے۔ اسی طریقے میں یہ حکمت اور فائدہ بھی ہے کہ صریح الفاظ طلاق سے ایک طلاق دینے کی صورت میں طرفین کے لیے مصالحت کی راہیں کھلی رہیں گی۔ عدت ختم ہونے سے پہلے تو صرف طلاق سے رجوع کرلینا بقاء نکاح کے لیے کافی ہو گا اور عدت ختم ہو جانے کے بعد نکاح خود ٹوٹ جائے گا اور عورت آزاد ہو جائے گی مگر پھر بھی یہ گنجائش باقی رہے گی کہ اگر دونوں میں اب مصالحت ہو جائے اور باہم نکاح کرنا چاہیں تو نکاح جدید اسی وقت ہو سکتا ہے۔33

7.3 دو طلاقوں کا مسئلہ

اگر کوئی شخص عدت کے دوران میں مزید ایک طلاق صریح اور صاف لفظوں میں دیدے تو اس سے قطع نکاح کے دو درجے طے کرلیے۔ اس دوران عدت میں رجعت کا اختیار باقی ہے اور عدت ختم ہو جانے کے بعد طرفین کے راضی

ہونے سے نکاح جدید ہو سکتا ہے۔[34]

7.4 تیسری طلاق کا حکم

اگر کسی شخص نے تیسری طلاق بھی دے ڈالی جو شرعاً پسندیدہ نہ تھی تو اب نکاح کا معاملہ بالکلیہ ختم ہو گیا۔ اس کو رجعت کرنے کا کوئی اختیار نہ رہا اور چونکہ اس نے شرعی حدود سے تجاوز کیا کہ بلاوجہ تیسری طلاق دے دی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اب اگر یہ دونوں راضی ہو کر آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو وہ بھی نہیں کر سکتے۔ اب ان کے آپس میں دوبارہ نکاح کے لیے شرط یہ ہے کہ یہ عورت عدت طلاق پوری کر کے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور حقوق زوجیت ادا کر کے دوسرے شوہر کے ساتھ رہے۔ پھر اگر اتفاق سے وہ دوسرے شوہر بھی طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی عدت پوری ہونے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے۔[35]

7.5 تین طلاقیں اور اس کے احکام

شریعت کی دی ہوئی آسانیوں کو نظر انداز کرنا اور بلاوجہ اپنے سارے اختیارات طلاق کو ختم کر کے تین طلاق تک پہنچنا اگرچہ رسول ﷺ کی ناراضی کا سبب ہوا۔ اسی لیے جمہور امت کے نزدیک یہ فعل غیر مستحسن ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عویمرؓ کی بیک وقت تین طلاق کو باوجود ناراضی کے نافذ فرما دیا۔ اگرچہ تین طلاق بیک وقت حضور ﷺ کے نزدیک سخت ناراضی کا موجب تھیں مگر بہر حال اثر ان کا یہی ہوا کہ تینوں طلاقیں واقع قرار دی گئیں۔[36]

7.6 دوران عدت عورت کو خرچ دینا

مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

> مرد کو چاہیے طلاق دینے کے بعد ایام عدت میں اس عورت کو اپنے گھر میں رہنے دے۔ اس کا پورا خرچ برداشت کرے۔ اگر مہر اب تک نہیں دیا ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو مہر پورا ادا کرے اور اگر خلوت سے پہلے ہی طلاق کا واقعہ پیش آ گیا تو آدھا مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرے۔ یہ سب حقوق واجب ہیں جو طلاق دینے والے کو لازمی طور پر ادا کرنا ہیں اور مستحب و افضل ہے کہ مطلقہ بی بی کو رخصت کرنے کے وقت کچھ نقد یا کم از کم ایک جوڑا دے کر رخصت کیا جائے۔[37]

8 رضاعت کے مسائل

8.1 دودھ پلانا ماں کے ذمہ واجب ہے

دودھ پلانا دیانتاً ماں کے ذمہ واجب ہے۔ بلا عذر کسی جد یا ناراضی کے سبب دودھ نہ پلائے تو گنہگار ہو گی اور دودھ پلانے پر

وہ شوہر سے کوئی اجرت و معاوضہ نہیں لے سکتی۔ جب تک وہ اس کے اپنے نکاح میں ہو کیونکہ وہ اس کا اپنا فرض ہے۔[38]

8.2 مدت رضاعت

پوری مدت رضاعت دو سال ہے۔ جب تک کوئی خاص عذر مانع نہ ہو بچے کا حق ہے کہ یہ مدت پوری کی جائے اس کے بعد دودھ نہ پلایا جائے۔ البتہ بعض آیات قرآن اور احادیث کی بناء پر امام اعظمؒ کے نزدیک اگر تیس مہینے یعنی ڈھائی سال کے عرصے میں دودھ پلا دیا تو احکام رضاعت ثابت ہو جائیں گے اور اگر بچے کی کمزوری کے سبب ایسا کیا گیا تو گناہ بھی نہ ہوگا۔ ڈھائی سال پورے ہونے کے بعد بچہ کو ماں کا دودھ پلانا باتفاق حرام ہے۔[39]

8.3 ماں کا نان ونفقہ شوہر کے ذمے ہے

دودھ پلانا ماں کے ذمے ہے لیکن ماں کا نان ونفقہ اور ضروریات زندگی باپ کے ذمہ ہے اور یہ ذمہ داری جس وقت تک بچے کی ماں اس کے نکاح میں یا عدت میں ہے اس وقت تک ہے اور طلاق اور عدت پوری ہونے کے بعد نفقہ زوجیت تو ختم ہو جائے گا مگر بچہ کو دودھ پلانے کا معاوضہ دینا باپ کے ذمہ پھر بھی لازم رہے گا۔[40]

8.4 ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کرنا

ماں اگر بچہ کو دودھ پلانے سے کسی سبب کے انکار کرے تو باپ کو اسے مجبور کرنا جائز نہیں اور اگر بچہ کسی دوسری عورت یا جانور کا دودھ نہیں لیتا تو ماں کو مجبور کیا جائے گا۔

8.5 یتیم بچے کو دودھ پلوانے کی ذمہ داری

اگر باپ زندہ نہ ہو تو دودھ پلانے یا پلوانے کا انتظام اس شخص پر ہے جو بچے کا جائز وارث اور محرم ہو۔ یعنی اگر بچہ مر جائے تو جن کو اس کی وراثت پہنچتی ہے وہی باپ نہ ہونے کی حالت میں اس کے نفقہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر ایسے وارث کئی ہوں تو ہر ایک پر بقدر میراث اس کی ذمہ داری عائد ہوگی۔[41]

8.6 دودھ چھڑوانے کے احکام

اگر بچے کے ماں باپ دونوں آپس کی رضامندی اور باہمی مشورے سے یہ ارادہ کریں کہ شیر خوارگی کی مدت یعنی دو سال سے کم میں ہی دودھ چھڑوا دیں خواہ ماں کی معذوری کے سبب یا بچے کی کسی بیماری کے سبب تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ آپس کے مشورے اور رضامندی کی شرط اس لیے لگائی گئی کہ دودھ چھڑوانے میں بچے کی مصلحت پیش نظر ہونی چاہیے۔ آپس میں لڑائی جھگڑے کا بچہ کو تختہ مشق نہ بنایا جائے۔[42]

8.7 ماں کے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ پلوانا

اگر ماں دودھ پلانے پر راضی ہے لیکن باپ یہ دیکھتا ہے کہ ماں کا دودھ بچے کے لیے مضر ہے تو ایسی حالت میں اس کو حق ہے کہ ماں کو دودھ پلانے سے روک دے اور کسی انا سے پلوائے۔ جس عورت کو دودھ پلانے پر رکھا جائے اس سے معاملہ تنخواہ یا اجرت کا پوری صفائی کے ساتھ طے کر لیا جائے کہ بعد میں جھگڑا نہ پڑے اور پھر وقت مقررہ پر یہ طے شدہ اجرت اس کے سپرد بھی کر دے اس میں ٹال مٹول نہ کرے۔[43]

8.8 عدت کے احکام

مفتی محمد شفیعؒ سورۃ بقرۃ میں عدت کے احکام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> بیوہ عورت کے لیے عدت کی مدت چار ماہ دس دن ہیں۔ جس کا خاوند مر جائے اس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا، سنگھار کرنا، سرمہ اور تیل بلا ضرورت لگانا، مہندی لگانا، رنگین کپڑے پہننا درست نہیں، اور صریح گفتگوئے نکاح ثانی بھی درست نہیں اور رات کو دوسرے گھر رہنا بھی درست نہیں۔ یہی حکم اس عورت کا ہے جس پر طلاق بائن واقع ہوئی یعنی جس میں رجعت نہیں۔ مگر اس کو اپنے گھر سے دن کو بھی سخت مجبوری کے نکلنا درست نہیں۔44

8.9 عدت کے دنوں کا تعین

اگر چاند رات کو خاوند کی وفات ہوئی تب تو یہ مہینے خواہ تیس کے ہوں خواہ انتیس کے ہوں چاند کے حساب سے پورے کیے جاویں گے۔ اگر چاند رات کے بعد وفات ہوئی تو یہ سب مہینے تیس دن کے حساب سے پورے کیے جائیں گے۔ پس کل ایک سو تیس دن پورے کریں گے۔ جس وقت وفات ہوئی جب یہ مدت گزر کر وہی وقت آئے گا عدت ختم ہو جائے گی۔[45]

9 حاصل کلام

ایمان کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ خیر اور شر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر ایمان لایا جائے۔ یعنی جو اچھائی نصیب ہو اس پر بندہ نہ اترائے اور جو مصیبت اور ناگوار بات پیش آئے تو کڑھتا نہ رہے کیونکہ مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ اپنی حکمت سے بندے کے احوال میں تبدیلی لاتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ نے پہلے سے لکھ رکھا ہے اور ایسا کرنا اس کے لیے آسان ہے۔ اس مضمون میں حلت و حرمت کے مسائل تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔ مفتی شفیع صاحبؒ نے علماء سلف کی رائے سے مختلف مسائل میں استدلال کیا ہے۔

اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال ہے مسلمانوں کا کھانا ان کے لیے حلال ہے اس لیے ان کے متعلق گمان ہے کہ وہ حلال جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں۔ اگر پتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر ان کا کھانا حلال نہیں ہے۔ حرام جانور کا گوشت تو کسی طرح بھی حلال نہیں کیونکہ اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے تو وہ مطلق حرام نہیں ہے۔

اسی طرح انسان جو بھی معاش کا ذریعہ استعمال کرے اسی میں اپنے رب کے حکموں کا دھیان رکھے اور کامل دیانتداری سے روزی کمائے۔ صرف حلال طریقے سے کمائی ہوئی روزی سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کرے۔ کمائی کا پیشہ بھی وہ اختیار کرے جو شریعت کی رو سے جائز ہو۔

مفتی محمد شفیعؒ نے انتقال خون کو مریض کے لیے اضطراری حالت میں جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو مفتی صاحبؒ حالات حاضرہ کے پیش نظر جائز قرار دیا ہے۔

اسلام میں حیا اور پاکیزگی کو بہت اہمیت دی گئی ہے کیونکہ جب حیا مٹ جائے تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ بے حیا معاشرے میں انسان ہوئے نفس کا بندہ ہوتا ہے۔ مرد وزن کے بے مہار اختلاط سے بدکاری کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے رشتوں کو پاک رکھنے کے لیے نکاح کا نظام قائم کیا۔ سورۃ بقرۃ میں نکاح، طلاق، ایلاء، عدت اور رضاعت کے چند احکام بیان ہوئے ہیں جن پر مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مفتی صاحبؒ نے ان مسائل پر معتدل رائے اختیار کی ہے۔ یہ زندگی کے ایسے نازک مسائل ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے بہت سی الجھنیں زندگی میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

حوالہ جات

[1] شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2010، ج1، ص174

Shafi, Mufti Muhammad, Maarif ul Quran, Maarif ul Quran, Karachi ,2001, 1/174

[2] البقرۃ، 2:168

Al-Quran, 2:168

[3] معارف القرآن، ج1، ص412

Maarif ul Quran, 1/412

[4] ایضا، ص424

ibid, 424

[5] ایضا، ص423

Ibid, 423

[6] ایضا، ص412

Ibid, 412

[7] البقرۃ، 2:137

Al-Quran, 2:137

[8] معارف القرآن، ج1، ص417

Maarif ul Quran, 1/417

[9] ایضا

ibid

[10] ایضا

ibid

[11] ایضا، ص418

Ibid, 418

[12] معارف القرآن، ج1، ص418

Maarif ul Quran, 1/418

13 ایضا

ibid

14 ایضا

ibid

15 ایضا

ibid

16 ایضا،ص419

Ibid, 419

17 ایضا،ج1،ص421

Ibid, 1/421

18 ایضا،ص419

19 ایضا

ibid

20ایضا

ibid

21 ایضا،ص410

Ibid, 410

22 معارف القرآن،ج1،ص425

Maarif ul Quran, 1/425

23 ایضا،ص426

Ibid, 426

24 ایضا

ibid

25 ایضا،ص533

Ibid, 533

26 معارف القرآن،ج1،ص656

Maarif ul Quran, 1/656

[27] ایضا،ص541

ibid

[28] البقرۃ،2:221

Al-Quran, 2:221

[29] معارف القرآن،ج1،ص539

Maarif ul Quran, 1/539

[30] ایضا،ص547

Ibid, 547

[31] ایضا

ibid

[32] ایضا،ص557

Ibid, 557

[33] ایضا

ibid

[34] ایضا،ص561

Ibid, 561

[35] ایضا،ص564

Ibid, 564

[36] ایضا،ص559

Ibid, 559

[37] معارف القرآن،ج1،ص565

Maarif ul Quran, 1/565

[38] ایضا،ص570

Ibid, 570

[39] ایضا

ibid

[40] ایضا،581

ibid

[41] ایضا،ص582

Ibid, 582

[42] ایضا

ibid

[43] ایضا،583

Ibid, 583

[44] ایضا

ibid

[45] ایضا